

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو کثرت سے احادیث یاد تھیں۔ ان کی مرویات کی تعداد ۱۷۰۰ ہے۔ آپ کی وفات جمعہ کے دن سنہ ۷۴ھ میں ہوئی۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

۸۹۔ کتاب استعابة المرتدین

کتاب باغیوں اور مرتدوں سے توبہ کرانے کا بیان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۔ باب قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ [لقمان: ۱۳] ﴿لَنْ أَسْرُكَتَ لِيَحْطَنَ عَمَلُكَ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ [الزمر: ۶۵]

باب اللہ تعالیٰ نے سورہ لقمان میں فرمایا ”شُرک بڑا گناہ ہے“ اور سورہ زمر میں فرمایا ”اے پیغمبر! اگر تو بھی شرک کرے تو تیرے سارے نیک اعمال اکارت ہو جائیں گے اور ٹوٹا پانے والوں (یعنی کافروں اور مشرکوں) میں شریک ہو جائے گا۔“

حالات کہ پیغمبروں سے شرک نہیں ہو سکتا مگر یہ برکات فرض اور تقدیر فرمایا اور اس سے امت کو ڈرانا منظور ہے کہ شرک ایسا سخت گناہ ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ سے بھی سرزد ہو جائے جو سارے جہاں سے زیادہ اللہ کے مقرب اور محبوب بندے ہیں تو ساری عزت چھن جائے اور رائدہ درگاہ ہو جائیں معاذ اللہ پھر دوسرے لوگوں کا کیا ٹھکانا ہے۔ مومن کو چاہیے کہ جو بات ہلا فتنہ شرک ہے اس سے اور جس بات کے شرک ہونے میں اختلاف ہے اس سے بھی بچا رہے ایسا نہ ہو کہ وہ شرک ہو اور اس کے ارتکاب سے تباہ ہو جائے تمام اعمال خیر برباد ہو جائیں۔

(۶۹۱۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو جریر بن عبد الحمید نے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے ابراہیم نخعی سے، انہوں نے علقمہ سے، انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا جب (سورہ الانعام کی) یہ آیت اتری ”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ایمان کو گناہ سے آلود نہیں کیا (یعنی ظلم سے)“ تو آنحضرت ﷺ کے صحابہ کو بہت گراں گزری وہ کہنے لگے بھلا ہم میں

۶۹۱۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْمَقَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ [الانعام: ۸۲] شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ

سے کون ایسا ہے جس نے ایمان کے ساتھ کوئی ظلم (یعنی گناہ) نہ کیا ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس آیت میں ظلم سے گناہ مراد نہیں ہے (بلکہ شرک مراد ہے) کیا تم نے حضرت لقمان علیہ السلام کا قول نہیں سنا ”شرک بڑا ظلم ہے۔“

وَقَالُوا: إِنَّا لَمْ يَلْبِسْ إِيمَانَهُ بِظُلْمٍ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّهُ لَيْسَ بِذَاكَ إِلَّا
تَسْمَعُونَ إِلَى قَوْلِ لُقْمَانَ: «إِنَّ الشِّرْكَ
لَظُلْمٌ عَظِيمٌ»)). [راجع: ۳۲]

مشروع معلوم ہوا کہ شرک صرف یہی نہیں ہے کہ آدمی بے ایمان ہو خدا کا منکر ہو یا دو خداؤں کا قائل ہو بلکہ کبھی ایمان کے ساتھ بھی آدمی شرک میں آلودہ ہو جاتا ہے جیسے دوسری آیت میں وما یومن اکثرهم باللہ الا وهم مشرکون۔ (یوسف: ۱۰۶) حاجی عیاض نے کہا ایمان کا شرک سے آلودہ کرنا یہ ہے کہ اللہ کا قائل ہو (اس کی توحید مانتا ہو) مگر عبادت میں اوروں کو بھی شریک کرے۔ مترجم کہتا ہے جیسے ہمارے زمانہ کے گور (قبر) پرستوں اور پیر پرستوں کا حال ہے اللہ کو مانتے ہیں پھر اللہ کے ساتھ اوروں کی بھی عبادت کرتے ہیں، ان کی نذر و نیاز منت مانتے ہیں، ان کے نام پر جانور کاٹتے ہیں، دکھ، بیماری میں ان کو پکارتے ہیں، ان کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے ہیں، ان کی قبروں پر جا کر سجدہ اور طواف کرتے ہیں، ان سے وسعت و رزق یا اولاد یا شفاء طلب کرتے ہیں۔ یہ سب لوگ فی الحقیقت مشرک ہیں۔ گو نام کے مسلمان کہلائیں تو کیا ہوتا ہے۔ ایسا ظاہری برائے نام اسلام آخرت میں کچھ کام نہیں آئے گا۔ عرب کے مشرک بھی اللہ کو مانتے تھے، خالق آسمان و زمین اسی کو جانتے تھے مگر غیر خدا کی عبادت اور تعظیم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو مشرک قرار دیا۔ اگر تم قرآن شریف کا ترجمہ خوب سمجھ کر پڑھو تو شرک کا مطلب اچھی طرح سمجھ لو گے مگر افسوس تو یہ ہے کہ تم ساری عمر میں ایک بار بھی قرآن اول سے لے کر آخر تک سمجھ کر نہیں پڑھتے، صرف اس کے الفاظ رٹ لیتے ہیں اس سے کام نہیں چلتا۔

(۶۹۱۹) ہم سے مسدود بن مسہد نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے، کہا ہم سے سعید بن ایاس جریری نے۔ (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور مجھ سے قیس بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے، کہا ہم کو سعید جریری نے خبر دی، کہا ہم سے عبد الرحمن بن ابی بکر نے بیان کیا، انہوں نے اپنے والد (ابو بکر صحابی) سے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بڑے سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے اور ماں باپ کو ستانا (ان کی نافرمانی کرنا) اور جھوٹی گواہی دینا، جھوٹی گواہی دینا۔ تین باریکی فرمایا یا یوں فرمایا اور جھوٹ بولنا برابر بار بار آپ یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے آرزو کی کہ کاش آپ خاموش ہو رہتے۔

۶۹۱۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بَشَرُ بْنُ
الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا
قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ
إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ الْجُرَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:
«أَكْبَرُ الْكِبَايِرِ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَغُفُوقُ
الْوَالِدَيْنِ، وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ، ثَلَاثًا - أَوْ -
قَوْلُ الزُّوْرِ» لِمَا زَالَ يَكْرُرُهَا حَتَّى قُلْنَا
لَيْفَهُ سَكَتٌ. [راجع: ۱۲۶۴۴]

(۶۹۲۰) ہم سے محمد بن حسین بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد اللہ بن موسیٰ کوئی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شبیان نحوی نے خبر دی، انہوں نے فرات بن یحییٰ سے، انہوں نے عامر شعبی

۶۹۲۰- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ
إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى،
أَخْبَرَنَا شَبِيانٌ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ،

سے، انہوں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے کہا ایک گنوار (نام نامعلوم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا یا رسول اللہ! بڑے بڑے گنہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ اس نے پوچھا پھر کون سا گنہ؟ آپ نے فرمایا ماں باپ کو ستانا۔ پوچھا پھر کون سا گنہ؟ آپ نے فرمایا غموس قسم کھانا۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! غموس قسم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جان بوجھ کر کسی مسلمان کا مال مار لینے کے لیے جھوٹی قسم کھانا۔

(۶۹۲۱) ہم سے خالد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے، انہوں نے منصور اور اعمش سے، انہوں نے ابو داؤد سے، انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا ایک شخص (نام نامعلوم) نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے جو گنہ (اسلام لانے سے پہلے) جاہلیت کے زمانہ میں کئے ہیں کیا ان کا مؤاخذہ ہم سے ہو گا؟ آپ نے فرمایا جو شخص اسلام کی حالت میں نیک اعمال کرتا رہا اس سے جاہلیت کے گناہوں کا مؤاخذہ نہ ہو گا (اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا) اور جو شخص مسلمان ہو کر بھی برے کام کرتا رہا اس سے دونوں زمانوں کے گناہوں کا مؤاخذہ ہو گا۔

علوم یہ ہوا کہ اسلام جاہلیت کے تمام برے کاموں کو مٹاتا ہے۔ اسلام لانے کے بعد جاہلیت کا کام نہ کرے۔

باب مرتد مرد اور مرتد عورت کا حکم

اور عبد اللہ بن عمر اور زہری اور ابراہیم نخعی نے کہا مرتد عورت قتل کی جائے۔ اس باب میں یہ بھی بیان ہے کہ مرتدوں سے توبہ لی جائے اور اللہ تعالیٰ نے (سورۃ آل عمران) میں فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کیوں ہدایت کرنے لگا جو ایمان لا کر پھر کافر بن گئے۔ حالانکہ (پہلے) یہ گواہی دے چکے تھے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے پیغمبر ہیں اور ان کی پیغمبری کی کھلی کھلی دلیلیں ان کے پاس آچکیں اور اللہ تعالیٰ ایسے ہٹ دھرم لوگوں کو راہ پر نہیں لاتا۔ ان لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر خدا اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی پھٹکار پڑے گی۔ اسی

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ أَغْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْكَبَائِرُ؟ قَالَ: ((الِإِشْرَاكُ بِاللَّهِ)) قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((ثُمَّ غُفُوقُ الْوَالِدَيْنِ)) قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((الْيَمِينُ الْغَمُوسُ)) قُلْتُ: وَمَا الْيَمِينُ الْغَمُوسُ؟ قَالَ: ((الَّذِي يَقْطَعُ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا كَاذِبٌ)). [راجع: ۶۶۷۵]

۶۹۲۱- حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا أَخَذَ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ: ((مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَمَنْ أَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ)).

۲- باب حُكْمُ الْمُرْتَدِّ وَالْمُرْتَدَّةِ

وَقَالَ ابْنُ عَمْرٍو وَالزُّهْرِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ: تُقْتَلُ الْمُرْتَدَّةُ وَاسْتَبَاتَتْ بِهِمْ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ أُولَئِكَ جَزَاؤُهُمْ أَنَّا عَلَيْنَاهُمْ لَعْنَةَ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ

پھنکار کی وجہ سے عذاب میں ہمیشہ پڑے رہیں گے کبھی ان کا عذاب ہلکا نہ ہو گا نہ ان کو مہلت ملے گی البتہ جن لوگوں نے ایسا کئے پیچھے توبہ کی اپنی حالت درست کر لی تو اللہ ان کا قصور بخشے والا مہربان ہے بیشک جو لوگ ایمان لائے پیچھے پھر کافر ہو گئے پھر ان کا کفر بڑھتا گیا ان کی توبہ بھی قبول نہ ہو گی اور یہی لوگ تو (پرے سرے کے) گمراہ ہیں اور فرمایا مسلمانو! اگر تم اہل کتاب کے کسی گروہ کا کماناؤ گے تو وہ ایمان لائے پیچھے تم کو کافر بنا چھوڑیں گے اور سورہ نساء کے بیسویں رکوع میں فرمایا جو لوگ اسلام لائے پھر کافر بن بیٹھے پھر اسلام لائے پھر کافر بن بیٹھے پھر کفر بڑھاتے چلے گئے ان کو تو اللہ تعالیٰ نہ بخشے گا نہ کبھی ان کو راہ راست پر لائے گا اور سورہ مائدہ کے آٹھویں رکوع میں فرمایا جو کوئی تم میں اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں وہ ایسے لوگوں کو حاضر کر دے گا جن کو وہ چاہتا ہے اور وہ اس کو چاہتے ہیں مسلمانوں پر نرم دل کافروں پر کڑے اخیر آیت تک اور سورہ نحل چودھویں رکوع میں فرمایا لیکن جو لوگ ایمان لائے پیچھے جی کھول کر یعنی خوشی اور رغبت سے کفر اختیار کریں ان پر تو خدا کا غضب اترے گا اور ان کو بڑا عذاب ہو گا اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں نے دنیا کی زندگی کے مزوں کو آخرت سے زیادہ پسند کیا اور یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو راہ پر نہیں لاتا۔ یہی لوگ تو وہ ہیں جن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے وہ خدا سے بالکل غافل ہو گئے ہیں تو آخرت میں چار و ناچار یہ لوگ ٹوٹا اٹھائیں گے اخیر آیت ان ربک من بعدھا لغفور رحیم تک اور سورہ بقرہ ستائیسویں رکوع میں فرمایا یہ کافر تو سدا تم سے لڑتے رہیں گے جب تک ان کا بس چلے تو وہ اپنے دین سے تم کو پھیرا دیں (مرتد بنا دیں) اور تم میں جو لوگ اپنے دین (اسلام) سے پھر جائیں اور مرتے وقت کافر مریں ان کے سارے نیک اعمال دنیا اور آخرت میں گئے گزرے۔ وہ دوزخی ہیں ہمیشہ دوزخ ہی میں رہیں گے۔ (امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں ان سب آیات کو جمع کر دیا جو مرتدوں کے باب میں

يُنْظَرُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ أَزْدَادُوا كُفْرًا لَنْ نُقَبِّلَ تَوْبَتَهُمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ ﴿٩٠﴾ [آل عمران: ٨٦-٩٠] وَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ تَطِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ﴾ [آل عمران: ١٠٠] وَقَالَ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ أَزْدَادُوا كُفْرًا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيُغْفِرْ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا﴾ [النساء: ١٣٧] وَقَالَ: ﴿مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ [المائدة: ٥٤] ﴿وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ اسْتَحْبُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ أُولَئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَسَمِعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ لَا جَرَمَ﴾ [النحل: ١٠٦-١٠٩] يَقُولُ حَقًّا ﴿أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخَاسِرُونَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ وَلَا يَزَالُونَ يَقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنْ اسْتَطَاعُوا وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ قِمَتٌ مِمَّا كَفَرَ

فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿البقرة: ٢١٧﴾

قرآن مجید میں آئی تھیں۔

تشریح ابن منذر نے کہا جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ مرتد مرد ہو یا عورت قتل کیا جائے یعنی جب اس کے شیعے کا جواب دیا جائے اس پر بھی وہ مسلمان نہ ہو کفر پر قائم رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ عورت کو لونڈی بنالیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا جلا وطن کی جائے۔ ثوری نے کہا قید کی جائے۔ امام ابو حنیفہ نے کہا اگر وہ آزاد ہو تو قید کی جائے اگر لونڈی ہو تو اس کے مالک کو حکم دیا جائے وہ اس کو جبراً مسلمان کرے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے اور زہری اور ابراہیم کے اثروں کو عبدالرزاق نے وصل کیا اور امام ابو حنیفہ نے عاصم سے، انہوں نے ابو رزین سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں روایت کی کہ عورتیں اگر مرتد ہو جائیں تو ان کو قتل نہیں کریں گے۔ اس کو ابن ابی شیبہ نے اور دارقطنی نے نکالا اور دارقطنی نے جابر سے نکالا کہ ایک عورت مرتد ہو گئی تھی تو آنحضرت ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ حافظ نے کہا امام ابو حنیفہ نے جو روایت کی (اول تو وہ موقوف ہے دوسرے) ایک جماعت حفاظ حدیث نے ان کے الفاظ سے اختلاف کیا۔ میں کہتا ہوں جب مرفوع حدیث وارد ہے تو اس کے خلاف ایسی موقوف روایتیں وہ بھی ضعیف حجت نہیں ہو سکتیں اور صحیح حدیث من بدل دینہ فاقطلوہ عام ہے مرد اور عورت دونوں کو شامل ہے اور اب ابن شیبہ اور سعید بن منصور نے ابراہیم نخعی سے جو ابو حنیفہ کے استاذ الاستاذ ہیں یوں روایت کی ہے کہ مرتد مرد اور مرتد عورت سے توبہ کرائی جائے اگر توبہ کریں تو فیماوردہ قتل کئے جائیں۔

۶۹۲۲- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ: أُنِّي عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِزَنَادِقَةٍ فَأَخْرَقَهُمْ فَلَبَّغَ ذَلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أَخْرُقَهُمْ لِنَهْيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ)) وَلَقَتْلَتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ)). (راجع: ۳۰۱۷)

۶۹۲۲) ہم سے ابو النعمان محمد بن فضل سدوسی نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے، انہوں نے ایوب سختیانی سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے کہا علی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ بے دین لوگ لائے گئے۔ آپ نے ان کو جلوا دیا۔ یہ خبر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو انہوں نے کہا اگر میں حاکم ہوتا تو ان کو کبھی نہ جلواتا (دوسری طرح سے سزا دیتا) کیونکہ آنحضرت ﷺ نے آگ میں جلانے سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا آگ اللہ کا عذاب ہے تم اللہ کے عذاب سے کسی کو مت عذاب دو میں ان کو قتل کرواؤ تاکہ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اسلام سے پھر جائے اس کو قتل کرڈالو۔

تشریح ایسے مذکورہ لوگوں کو عربی میں زندیق کہتے ہیں جیسے نجری طبعی دہری وغیرہ جو خدا کے قائل نہیں ہیں یا جو شریعت اور دین کو مذاق سمجھتے ہیں جہاں جیسا موقع ہوا ویسے بن گئے۔ مسلمانوں میں مسلمان، ہندوؤں میں ہندو، نصاریٰ میں نصرانی۔ بعضوں نے کہا یہ لوگ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے لائے گئے تھے سہائی فرقہ کے تھے جن کا رئیس عبداللہ بن سبا ایک یہودی تھا جو بظاہر مسلمان ہو گیا تھا لیکن دل میں مسلمانوں کو تباہ و برباد اور گمراہ کرنا اس کو منظور تھا اس نے ان لوگوں کو یہ سمجھایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خدا کے اوتار ہیں جیسے ہندو مشرک سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں آدمی یا جانور کے جیس میں آتا ہے اور اس کو اوتار کہتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب ان لوگوں کے اعتقاد پر مطلع ہوئے تو ان کو گرفتار کیا اور آگ میں جلوا دیا۔ لعنہم اللہ۔

(۶۹۲۳) ہم سے مسدود بن مسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، انہوں نے قرہ بن خالد سے، کہا مجھ سے حمید بن ہلال نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے ابو موسیٰ اشعری سے، انہوں نے کہا میں آنحضرت ﷺ کے پاس آیا میرے ساتھ اشعر قبیلہ کے دو شخص تھے (نام نامعلوم) ایک میرے داہنے طرف تھا، دوسرا بائیں طرف۔ اس وقت آنحضرت ﷺ مسواک کر رہے تھے۔ دونوں نے آنحضرت ﷺ سے خدمت کی درخواست کی یعنی حکومت اور عہدے کی۔ آپ نے فرمایا ابو موسیٰ یا عبد اللہ بن قیس! (راوی کو شک ہے) میں نے اسی وقت عرض کیا یا رسول اللہ! اس پروردگار کی قسم جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا۔ انہوں نے اپنے دل کی بات مجھ سے نہیں کہی تھی اور مجھ کو معلوم نہیں تھا کہ یہ دونوں شخص خدمت چاہتے ہیں۔ ابو موسیٰ کہتے ہیں جیسے میں اس وقت آپ کی مسواک کو دیکھ رہا ہوں وہ آپ کے ہونٹ کے نیچے اٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا جو کوئی ہم سے خدمت کی درخواست کرتا ہے ہم اس کو خدمت نہیں دیتے۔ لیکن ابو موسیٰ یا عبد اللہ بن قیس! تو یمن کی حکومت پر جا (خیر ابو موسیٰ روانہ ہوئے) اس کے بعد آپ نے معاذ بن جبل کو بھی ان کے پیچھے روانہ کیا۔ جب معاذ رضی اللہ عنہ یمن میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے بیٹھنے کے لیے گدا بچھوایا اور کہنے لگے سواری سے اترو گدے پر بیٹھو۔ اس وقت ان کے پاس ایک شخص تھا (نام نامعلوم) جس کی مٹکیں کسی ہوئی تھیں۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ انہوں نے کہا یہ یہودی تھا پھر مسلمان ہوا اب پھر یہودی ہو گیا ہے اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا اسی تم سواری پر سے اتر کر بیٹھو تو۔ انہوں نے کہا میں نہیں بیٹھتا جب تک اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے موافق یہ قتل نہ کیا جائے گا تین بار یہی کہا۔ آخر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا وہ قتل کیا گیا۔ پھر معاذ رضی اللہ عنہ بیٹھے۔ اب دونوں نے رات کی عبادت (تہجد گزاری) کا ذکر نکالا۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو رات کو عبادت بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی

۶۹۲۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ، حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ هَلَالٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ مَعِيَ رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِي وَالْآخَرُ عَنْ يَسَارِي وَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ فَكِلَاهُمَا سَأَلَ فَقَالَ: ((يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ)) قَالَ: قُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَطْلَعَانِي عَلَى مَا فِي أَنْفُسِهِمَا وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفْتَيْهِ فَلَصَّتْ فَقَالَ: ((لَنْ أَوْ لَا نَسْتَعْمِلَ عَلَى عَمَلِنَا مِنْ أَرَاذِهِ، وَلَكِنْ اذْهَبْ أَنْتَ يَا أَبَا مُوسَى، أَوْ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ إِلَى الْيَمَنِ)) ثُمَّ أَتَيْتُهُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ أَلْقَى لَهُ وَسَادَةً قَالَ: أَنْزِلْ وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ مَوْتَقٌ قَالَ: مَا هَذَا؟ قَالَ: كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ، ثُمَّ تَهَوَّدَ قَالَ: اجْلِسْ قَالَ لَا أَجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ ثَلَاثَ مَرَاتٍ، فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ ثُمَّ تَذَكَّرَا قِيَامَ اللَّيْلِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: أَمَا أَنَا فَأَقُومُ وَأَنْأَمُ وَأَرْجُو فِي نَوْمِي مَا أَرْجُوا فِي قَوْمِي.

ہوں اور مجھے امید ہے کہ سونے میں بھی مجھ کو وہی ثواب ملے گا جو نماز پڑھنے اور عبادت کرنے میں۔

تَسْبِيحٌ کیونکہ درخواست کرنے سے معلوم ہوتا ہے چکھنے کی نیت ہے ورنہ سرکاری خدمت ایک بلا ہے پرہیزگار اور عقلمند آدمی ہمیشہ اس سے بھاگتا رہتا ہے۔ خصوصاً تحصیل یا عدالت کی خدمات ان میں اکثر ظلم و جبر اور خلاف شرع کام کرنا ہوتا ہے ان دونوں کو تو میں کوئی خدمت نہیں دینے کا۔ آپ نے ولایت یمن کے دو حصے کر کے ایک حصہ کی حکومت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور دوسری کی معاذ رضی اللہ عنہ کو دی۔

۳- باب قَتْلِ مَنْ أَبِي قَبُولَ
الفَرَائِضُ وَمَا نُسِبُوا إِلَى الرِّدَّةِ
باب جو شخص اسلام کے فرض ادا کرنے سے انکار کرے اور جو شخص مرتد ہو جائے اس کا قتل کرنا

تَسْبِيحٌ مثلاً زکوٰۃ دینے سے انکار کرے تو اس سے جبراً زکوٰۃ وصول کی جائے اگر نہ دے اور لڑے تو اس سے لڑنا چاہیے یہاں تک کہ زکوٰۃ دینا قبول کر لے۔ امام مالک نے مؤطا میں کہا ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ جو کوئی کسی فرض زکوٰۃ سے باز رہے اور مسلمان اس سے نہ لے سکے تو واجب ہے اس پر جہاد کرنا۔ ابن خزیمہ کی روایت میں یوں ہے کہ اکثر عرب کے قبیلے کافر ہو گئے۔ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ مراد غطفان اور فزارہ اور بنی سلیم اور بنی یربوع اور بنی تیم کے بعض قبائل ہیں ان لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا آخر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ نماز بدن کا حق ہے اور زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی نماز کے منکر سے لڑنا درست جانتے تھے لیکن زکوٰۃ میں ان کو شبہ ہوا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کر دیا کہ نماز اور زکوٰۃ دونوں کا حکم ایک ہے، دونوں اسلام کے فرائض ہیں۔ گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کے مطابق ہو گیا یہ نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی تقلید کی۔

(۶۹۲۴) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، انہوں نے عقیل سے، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے کہا مجھ کو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہو گئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور عرب کے کچھ لوگ کافر بن گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تم ان لوگوں سے کیسے لڑو گے آنحضرت ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے مجھ کو لوگوں سے لڑنے کا اس وقت تک حکم ہوا جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں پھر جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا اس نے اپنے مال اور اپنی جان کو مجھ سے بچا لیا البتہ کسی حق کے بدل اس کی جان یا مال کو نقصان پہنچایا جائے تو یہ اور بات ہے۔ اب اس کے دل میں کیا ہے اس کا حساب لینے والا اللہ ہے۔

۶۹۲۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ: عُمَرُ: يَا أَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمَ مِنِّي مَالُهُ وَنَفْسُهُ، إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابِهِ عَلَى اللَّهِ)). [راجع: ۱۳۹۹]

(۶۹۲۵) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو خدا کی قسم اس شخص

۶۹۲۵- قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللَّهِ لَا أَقَاتِلُنَّ مَنْ

سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے، اس لیے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے (جیسے نماز جسم کا حق ہے) خدا کی قسم اگر یہ لوگ مجھ کو ایک بکری کا بچہ نہ دیں گے جو آنحضرت ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس کے نہ دینے پر ان سے لڑوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم خدا کی اس کے بعد میں سمجھ گیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دل میں جو لڑائی کا ارادہ ہوا ہے یہ اللہ نے ان کے دل میں ڈالا ہے اور میں پہچان گیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے حق ہے۔

باب اگر ذمی کافر اشرارے کنائے میں آنحضرت ﷺ کو برا کہے صاف نہ کہے جیسے یہود آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں (السلام علیکم کے بدلے) السلام علیک کہا کرتے تھے۔

(۶۹۳۶) ہم سے محمد بن مقاتل ابو الحسن مروزی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو شعبہ بن حجاج نے، انہوں نے ہشام بن زید بن انس سے، وہ کہتے تھے میں نے اپنے دادا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے ایک یہودی آنحضرت ﷺ پر گزرا کہنے لگا السلام علیک یعنی تم مرو۔ آنحضرت ﷺ نے جواب میں صرف وعلیک کہا (تو بھی مرے گا) پھر آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم کو معلوم ہوا، اس نے کیا کہا؟ اس نے السلام علیک کہا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (حکم ہو تو) اس کو مار ڈالیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ جب کتاب والے یہود اور نصاریٰ تم کو سلام کیا کریں تو تم بھی یہی کہا کرو وعلیکم۔

(۶۹۳۷) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، انہوں نے سفیان بن عیینہ سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے عروہ سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے کہا یہود میں سے چند لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے پاس آنے کی اجازت چاہی جب آئے تو کہنے لگے السلام علیک۔ میں نے جواب میں یوں کہا علیک السلام واللعنة۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! اللہ تعالیٰ نرمی کرتا ہے اور ہر کام میں نرمی کو پسند کرتا

فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللَّهُ لَوْ مَنَعُونِي عَنَّا كَانُوا يُؤْذُونَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَقَاتَلْتَهُمْ عَلَى مَنَعِهَا قَالَ عُمَرُ: قَوْلَ اللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنْ قَدْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

[راجع: ۱۴۰۰]

۴- باب إِذَا عَرَّضَ الذَّمِّيَّ وَغَيْرَهُ

بِسَبِّ النَّبِيِّ ﷺ

وَلَمْ يُصْرَحْ نَحْوَ قَوْلِهِ السَّامُ عَلَيْكَ.

۶۹۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ بْنِ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: مَرَّ يَهُودِيٌّ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَعَلَيْكَ)) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنْتَ ذُو مَالٍ يَقُولُ: قَالَ السَّامُ عَلَيْكَ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا نَقْتُلُهُ قَالَ: ((لَا إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ)). [راجع: ۶۲۵۸]

۶۹۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْتُ: بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ، فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ، يُحِبُّ

ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ نے ان کا کہنا نہیں سنا آپ نے فرمایا میں نے بھی تو جواب دے دیا وعلیکم۔

الرَّفَقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ)) قُلْتُ: أَوْ لَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ: ((قُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ)).

[راجع: ۲۹۳۵]

(۶۹۲۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، انہوں نے سفیان بن عیینہ، اور امام مالک سے، ان دونوں نے کہا ہم سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، کہا میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ کہتے تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہودی لوگ جب تم مسلمانوں میں سے کسی کو سلام کرتے ہیں تو سام علیک کہتے ہیں تم بھی جواب میں علیک کہا کرو۔

۶۹۲۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الْيَهُودَ إِذَا سَلَمُوا عَلَى أَحَدِكُمْ إِنَّمَا يَقُولُونَ: سَامَ عَلَيْكَ فَقُلْ: عَلَيْكَ)). [راجع: ۶۲۵۷]

باب

۵- باب

(۶۹۲۹) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے والد نے، کہا ہم سے اعش نے، کہا مجھ سے شقیق ابن سلمہ نے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جیسے میں (اس وقت) آنحضرت ﷺ کو دیکھ رہا ہوں آپ ایک پیغمبر (حضرت نوح علیہ السلام) کی حکایت بیان کر رہے تھے ان کی قوم والوں نے ان کو اتنا مارا کہ لہولہاں کر دیا وہ اپنے منہ سے خون پونچھتے تھے اور یوں دعا کرتے جاتے پروردگار میری قوم والوں کو بخش دے وہ نادان ہیں۔

۶۹۲۹- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ، فَأَذَمُّوهُ فَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ: ((رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ)). [راجع: ۳۴۷۷]

بعضوں نے کہا یہ آنحضرت ﷺ نے خود اپنی حکایت بیان کی۔ احد کے دن مشرکوں نے آپ کے چہرے اور سر پر پتھر مارے لہولہاں کر دیا ایک دانت بھی آپ کا شہید کر ڈالا لیکن آپ یہی دعا کرتے رہے۔ یا اللہ! میری قوم والوں کو بخش دے وہ نادان ہیں۔ سبحان اللہ کوئی قوی جوش اور محبت پیغمبروں سے سیکھے نہ کہ اس زمانہ کے لیڈروں سے جو قوم قوم پکارتے پھرتے ہیں لیکن دل میں ذرا بھی قوم کی محبت نہیں ہے۔ اپنا گھر بھرنا چاہتے ہیں۔ اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ جب پیغمبر صاحب نے اس شخص کے لیے بددعا بھی نہ کی جس نے آپ کو زخمی کیا تھا تو اشارہ اور کنایہ سے برا کہنے والا کیونکر قاتل قتل ہو گا۔

باب خارجیوں اور بے دینوں سے

۶- باب قَتْلِ الْخَوَارِجِ وَالْمُلْحِدِينَ

ان پر دلیل قائم کر کے لڑنا

بَعْدَ إِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت کرنے کے بعد (یعنی ایمان کی توفیق دینے کے بعد) ان سے مؤاخذہ کرے

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: هُوَ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا

جب تک ان سے بیان نہ کرے کہ فلاں فلاں کاموں سے بچے رہو اور حضرت عبداللہ بن عمر (اس کو طبری نے وصل کیا) خارجی لوگوں کو بدترین خلق اللہ سمجھتے تھے، کہتے تھے انہوں نے کیا کیا جو آیتیں کافروں کے باب میں اتری تھیں ان کو مسلمانوں پر چپ دیا۔

يَتَقُونَ [التوبة : ١١٥] وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللَّهِ، وَقَالَ: إِنَّهُمْ انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتِ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ.

تشیخ پھر بیان کرنے کے بعد اگر وہ اس کام کے مرتکب ہوں تو بیشک ان سے مواخذہ ہو گا۔ اس آیت کو لا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا کہ خارجی یا رافضی وغیرہ لوگوں سے اگر حاکم اسلام لڑائی کرے تو پہلے ان کا شبہ رفع کر دے ان کو سمجھا دے۔ اگر اس پر بھی نہ مانیں تو ان سے جنگ کرے۔ آیت سے یہ بھی نکلا کہ شریعت میں جس بات سے منع نہیں کیا گیا اگر کوئی اس کو کرے تو وہ گمراہ نہیں کہا جائے گا نہ اس سے مواخذہ ہو گا۔ امام مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ خارجی تمام خلق اور تمام مخلوقات میں بدتر ہیں اور ہزار نے مرفوعاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکلا۔ آنحضرت ﷺ نے خارجیوں کا ذکر کیا فرمایا وہ میری امت کے برے لوگ ہیں ان کو میری امت کے اچھے لوگ قتل کریں گے۔ خارجی ایک مشہور فرقہ ہے جس کی ابتداء حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اخیر خلافت سے ہوئی۔ یہ لوگ ظاہر میں بڑے عابد زاہد اور قاری قرآن تھے مگر دل میں ذرا بھی قرآن کا نور نہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو شروع شروع میں یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے جب جنگ صفین ہو چکی اور حکیم کی رائے قرار پائی اس وقت یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی الگ ہو گئے۔ ان کو برا کہنے لگے کہ انہوں نے حکیم کیسے قبول کی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان الحکم الا للہ ان کا سردار عبداللہ بن کوا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے سمجھانے کے لیے بھیجا اور خود بھی سمجھایا مگر انہوں نے نہ مانا۔ آخر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو نہروان میں قتل کیا چند لوگ بچ کر بھاگ نکلے۔ انہیں میں کا ایک عبدالرحمن بن ملجم ملعون تھا جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ یہ کبخت خوارج حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تکفیر کرتے ہیں اور کبیرہ گناہ کرنے والے کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ کافر ہے ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور حیض کی حالت میں عورت پر نماز کی قضا کرنا واجب جانتے ہیں۔ غرض یہ ساری گمراہی ان کی اسی وجہ سے ہوئی کہ قرآن کی تفسیر اپنے دل سے کرنے لگے اور صحابہ اور سلف صالحین کی تفسیر کا خیال نہ رکھا جو آیتیں کافروں کے باب میں تھیں وہ مومنوں کے شان میں کر دیں۔

(۶۹۳۰) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہ ہم سے والد نے، کہا ہم سے اعمش نے، کہا ہم سے خیمہ بن عبدالرحمن نے، کہا ہم سے سوید بن غفلہ نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں تم سے آنحضرت ﷺ کی کوئی حدیث بیان کروں تو قسم خدا کی اگر میں آسمان سے نیچے گر پڑوں یہ مجھ کو اس سے اچھا لگتا ہے کہ میں آنحضرت ﷺ پر جھوٹ باندھوں ہاں جب مجھ میں تم میں آپس میں گفتگو ہو تو اس میں بنا کر بات کہنے میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ (آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے) لڑائی تدبیر اور مکر کا نام ہے۔ دیکھو میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے اخیر زمانہ قریب ہے جب ایسے لوگ مسلمانوں میں نکلیں گے جو نو عمر ہو قوف ہوں گے (ان کی عقل میں

۶۹۳۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا خَيْمَةُ، حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ رَضِيٍّ اللَّهُ عَنْهُ: إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثًا فَوَلَّ اللَّهُ لَأَن أُخْرِجَ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ، وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خُذَعَةٌ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ حَدَّثُوا الْأَنْسَانَ سَفَهَاءَ الْأَخْلَامِ يَقُولُونَ:

فتور ہو گا) ظاہر میں تو ساری خلق کے کلاموں میں جو بہتر ہے (یعنی حدیث شریف) وہ پڑھیں گے مگر درحقیقت ایمان کا نور ان کے حلق تانے نہیں اترنے کا وہ دین سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور سے پار نکل جاتا ہے۔ (اس میں کچھ لگا نہیں رہتا) تم ان لوگوں کو جہاں پانا بے تامل قتل کرنا، ان کو جہاں پاؤ قتل کرنے میں قیامت کے دن ثواب ملے گا۔

(۶۹۳۱) ہم سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا میں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے سنا، کہا مجھ کو محمد بن ابراہیم تیمی نے خبر دی، انہوں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمن اور عطاء بن یسار سے، وہ دونوں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کیا تم نے حروریہ کے باب میں کچھ آنحضرت ﷺ سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا حروریہ (دوروریہ) تو میں جانتا نہیں مگر میں نے آنحضرت ﷺ سے یہ سنا ہے آپ فرماتے تھے اس امت میں اور یوں نہیں فرمایا اس امت میں سے کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے سامنے حقیر جانو گے اور قرآن کی تلاوت بھی کریں گے مگر قرآن ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر جانور میں سے پار نکل جاتا ہے اور پھر تیر پھینکنے والا اپنے تیر کو دیکھتا ہے اس کے بعد جڑ میں (جو کمان سے لگی رہتی ہے) اس کو شک ہوتا ہے شاید اس میں خون لگا ہو مگر وہ بھی صاف۔

مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الرَّبِّ، لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرِّمِيَّةِ، فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

[راجع: ۳۶۱۱]

۶۹۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا أَتَيَا أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَسَأَلَاهُ عَنْ الْحُرُورِيَّةِ أَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا أَذْرِي مَا الْحُرُورِيَّةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((يَخْرُجُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ - وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا- قَوْمٌ تَحْفِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ، يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ خُلُقَهُمْ - أَوْ حَاجِرَهُمْ - يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرِّمِيَّةِ، فَيَنْظُرُ الرَّامِي إِلَى سَهْمِهِ إِلَى نَصْلِهِ إِلَى رِصَافِهِ فَيَتَمَارَى فِي الْفُوقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ؟)).

[راجع: ۳۳۴۴]

اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ خارجی لوگوں میں ذرا بھی ایمان نہیں ہے۔

(۶۹۳۲) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن وہب نے، کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر نے، کہا ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اور انہوں نے حروریہ کا ذکر کیا اور کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ اسلام سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جس طرح تیر کمان سے باہر ہو جاتا

۶۹۳۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلِيمَانَ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِيهِ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَذَكَرَ الْحُرُورِيَّةَ فَقَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرِّمِيَّةِ)).

ہے۔

حورائمی بستی کی طرف نسبت ہے جہاں سے خارجیوں کا رئیس نجدہ عامری نکلا تھا۔

۷- باب مَنْ تَرَكَ قِتَالَ الْخَوَارِجِ

باب دل ملانے کے لیے کسی مصلحت سے کہ لوگوں کو

لِلتَّأَلُّفِ وَأَنْ لَا يَنْفِرَ النَّاسُ عَنْهُ

نفرت نہ پیدا ہو خارجیوں کو نہ قتل کرنا

(۶۹۳۳) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے انہیں ابوسعید بن عبد الرحمن بن عوف نے اور ان سے ابوسعید بن ہشام نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ تقسیم فرما رہے تھے کہ عبد اللہ بن ذی الخویصرہ تمہیں آیا اور کہا یا رسول اللہ! انصاف کیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا افسوس اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون کرے گا۔ اس پر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اس کے کچھ ایسے ساتھی ہوں گے کہ ان کی نماز اور روزے کے سامنے تم اپنی نماز اور روزے کو حقیر سمجھو گے لیکن وہ دین سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جس طرح تیر جانور میں سے باہر نکل جاتا ہے۔ تیر کے پر کو دیکھا جائے لیکن اس پر کوئی نشان نہیں پھر اس پر پیکن کو دیکھا جائے اور وہیں بھی کوئی نشان نہیں پھر اس کے پاؤں کو دیکھا جائے اور یہاں بھی کوئی نشان نہیں پھر اس کے لکڑی کو دیکھا جائے اور وہیں بھی کوئی نشان نہیں کیونکہ وہ (جانور کے جسم پر تیر چلایا گیا تھا) لید گوبر اور خون سب سے آگے (بے داغ) نکل گیا (اسی طرح وہ لوگ اسلام سے صاف نکل جائیں گے) ان کی نشانی ایک مرد ہو گا جس کا ایک ہاتھ عورت کی چھاتی کی طرح یا یوں فرمایا کہ گوشت کے تھل تھل کرتے تو تھڑے کی طرح ہو گا۔ یہ لوگ مسلمانوں کی پھوٹ کے زمانہ میں پیدا ہوں گے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہروان میں ان سے جنگ کی تھی اور میں اس

۶۹۳۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَبِّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ذِي الْخَوَاصِرَةِ التَّمِيمِيُّ فَقَالَ: اغْدِلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ: ((وَلَيْكَ مَنْ يَغْدِلُ إِذَا لَمْ اَغْدِلْ)) قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: دَغْنِي أَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ: ((دَعْنَهُ فَإِنَّ لَهُ اصْحَابًا يَخْفِرُ اخَذَكُمْ صَلَاتُهُ مَعَ صَلَاتِهِ، وَصِيَامُهُ مَعَ صِيَامِهِ، يَمُرُّونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمُرُّ السُّهُمُ مِنَ الرُّمِيَّةِ، يَنْظُرُ فِي قُلْدِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يَنْظُرُ فِي نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يَنْظُرُ فِي رِصَالِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يَنْظُرُ فِي نَضِيْبِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، قَدْ سَبَقَ الْفَرْثُ وَالْدِّمُ آيَتَهُمْ رَجُلٌ اخَذَ يَدَيْهِ - أَوْ قَالَ تَدَيْهِ - مِثْلُ تَدِي الْمَرْأَةِ - أَوْ قَالَ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَذَرْدُرُ - يَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ لُوقَةِ مِنَ النَّاسِ)) قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: أَشْهَدُ سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنْ عَلِيًّا قَتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ جِيءَ بِالرَّجُلِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَهُ النَّبِيُّ

جنگ میں ان کے ساتھ تھا اور ان کے پاس ان لوگوں کے ایک شخص کو قیدی بنا کر لایا گیا تو اس میں وہی تمام چیزیں تھیں جو نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی تھیں۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی کہ ”ان میں سے بعض وہ ہیں جو آپ کے صدقات کی تقسیم میں عیب پکڑتے ہیں۔“

(۶۹۳۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے، کہا ہم سے سلمان شیبانی نے، کہا ہم سے لیر بن عمرو نے بیان کیا کہ میں نے سل بن حنیف (بدری صحابی) رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم نے نبی کریم ﷺ کو خوارج کے سلسلے میں کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے اور آپ نے عراق کی طرف ہاتھ سے اشارہ فرمایا تھا کہ ادھر سے ایک جماعت نکلے گی یہ لوگ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور سے باہر نکل جاتا ہے۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَتَزَلَّتْ فِيهِ: ﴿وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ﴾ [التوبة: ۵۸]۔

۶۹۳۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ، حَدَّثَنَا يَسِيرُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: قُلْتُ لِسَلْمَانَ بْنِ حَنِيفٍ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ يَقُولُ فِي الْخَوَارِجِ شَيْئًا؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ وَاهْوَى بِيَدِهِ قِبَلَ الْعِرَاقِ: ((يَخْرُجُ مِنْهُ قَوْمٌ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَةِ)). [راجع: ۳۳۴۴]

تفسیر امام مسلم نے حضرت ابوذر سے روایت کیا خارجی تمام مخلوقات میں بدتر ہیں اور ہزار نے مرفوعاً نکالا آنحضرت ﷺ نے خارجیوں کا ذکر کیا۔ فرمایا میری امت میں بدترین لوگ ہوں گے ان کو میری امت کے اچھے لوگ قتل کریں گے۔ خارجی ایک مشہور فرقہ ہے جس کی ابتدا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری زمانہ خلافت سے ہوئی۔ یہ لوگ ظاہر میں بڑے عابد زاہد قاری قرآن تھے مگر دل میں ذرا بھی قرآن کا نور نہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو یہ لوگ شروع شروع میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے جب جنگ منین ہو چکی اور تحکیم کی رائے قرار پائی اس وقت یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی الگ ہو گئے۔ ان کو برا کہنے لگے کہ انہوں نے تحکیم کیسے قبول کی۔ حالانکہ اللہ نے فرمایا ہے ”ان الحكم الا لله“ (الانعام: ۵۷) ان کا سردار عبد اللہ بن کوا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو سمجھانے کے لیے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور خود بھی سمجھایا مگر انہوں نے نہ مانا۔ آخر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہروان کی جنگ میں ان کو قتل کیا چند لوگ بچ کر بھاگ نکلے۔ ان ہی میں ایک عبد الرحمن بن ملجم تھا جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا یہ خارجی کبخت حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تکفیر کرتے ہیں اور کبیرہ گناہ کرنے والے کو ہمیشہ کے لیے دوزخی کہتے ہیں اور حیض کی حالت میں عورت پر نماز کی قضا کی واجب جانتے ہیں۔ قرآن کی تفسیر اپنے دل سے کرتے ہیں اور جو آیات کافروں کے باب میں تھیں وہ مومنوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ لفظ خارجی کے مراد ہی معنی باغی کے ہیں یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بغاوت کرنے والے یہ درحقیقت رافضیوں کے مقابلہ پر پیدا ہو کر امت کے انتشار در انتشار کے موجب بنے خذلہم اللہ اجمعین ان جملہ جھگڑوں سے بچ کر صراط مستقیم پر چلنے والا گروہ اہل سنت والجماعت کا گروہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہر دو کی عزت کرتا ہے اور ان سب کی بخشش کے لیے دعا گو ہے۔ تلک امة قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبت۔ (البقرة: ۱۳۳)

۸- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:

((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتِيلَ فِتْنَانَ دَعَاؤُهُمَا وَاحِدَةً))

باب نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دو ایسی جماعتیں آپس میں جنگ نہ کر لیں جن کا دعویٰ ایک ہی ہوگا

(۶۹۳۵) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دو ایسے گروہ آپس میں جنگ نہ کریں جن کا دعویٰ ایک ہی ہو۔

۶۹۳۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتِيلَ فِتْنَانَ دَعَاؤُهُمَا وَاحِدَةً)). [راجع: ۸۵]

مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گروہ ہیں کہ یہ دونوں اسلام کے مدعی تھے اور ہر ایک اپنے کو حق پر سمجھتا تھا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کی بابت فرمایا تھا اخواننا بغوا علينا ہمارے بھائی ہیں جو ہم پر چڑھ آئے ہیں۔ قد غفرلہم اجمعین آمین۔

۹- باب مَا جَاءَ فِي الْمُتَأَوَّلِينَ

باب تاویل کرنے والوں کے بارے میں بیان

(۶۹۳۶) اور حضرت ابو عبد اللہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا، ان سے لیث بن سعد نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی، انہیں مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن عبد القاری نے خبر دی، ان دونوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ہشام بن حکیم کو نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں سورۃ الفرقان پڑھتے سنا جب غور سے سنا تو وہ بہت سی ایسی قراتوں کے ساتھ پڑھ رہے تھے جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھایا تھا۔ قریب تھا کہ نماز ہی میں میں ان پر حملہ کر دیتا لیکن میں نے انتظار کیا اور جب انہوں نے سلام پھیرا تو ان کی چادر سے یا (انہوں نے یہ کہا کہ) اپنی چادر سے میں نے ان کی گردن میں پھندا ڈال دیا اور ان سے پوچھا کہ اس طرح تمہیں کس نے پڑھایا ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ جھوٹ بولتے ہو، واللہ یہ

۶۹۳۶- قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسُورَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُهَا عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ، لَمْ يَقْرَأْ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَذَلِكَ فَكِدْتُ أُسَوِّرُهُ فِي الصَّلَاةِ، فَانْتَظَرْتُهُ حَتَّى سَلَّمَ ثُمَّ لَبَّيْتُهُ بِرِدَائِهِ أَوْ بِرِدَائِي فَقُلْتُ: مَنْ أَفْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ قَالَ: أَفْرَأْنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُلْتُ لَهُ: كَذَبْتَ قَوْلًا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَفْرَأَنِي

سورت مجھے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی ہے جو میں نے تمہیں ابھی پڑھتے سنا ہے۔ چنانچہ میں انہیں کھینچتا ہوا آنحضرت ﷺ کے پاس لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اسے سورۃ الفرقان اور طرح پر پڑھتے سنا ہے جس طرح آپ نے مجھے نہیں پڑھائی تھی۔ آپ نے مجھے بھی سورۃ الفرقان پڑھائی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمر! انہیں چھوڑ دو۔ ہشام سورت پڑھو۔ انہوں نے اسی طرح پڑھ کر سنایا جس طرح میں نے انہیں پڑھتے سنا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی تھی پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا عمر! اب تم پڑھو۔ میں نے پڑھا تو آپ نے فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی تھی پھر فرمایا یہ قرآن سات قراتوں میں نازل ہوا ہے پس تمہیں جس طرح آسانی ہو پڑھو۔

هَذِهِ السُّورَةُ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرُؤُهَا
فَانْطَلَقْتُ اَقْوَدُهُ اِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ
لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اِنِّي سَمِعْتُ هَذَا
يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ
تُفَرِّقْهَا وَأَنْتَ افَرَأْتَنِي سُورَةَ الْفُرْقَانِ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَرْسِلْنِي يَا عُمَرُ
اقْرَأْ يَا هِشَامُ)) فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي
سَمِعْتُهُ يَقْرُؤُهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
((هَكَذَا أُنْزِلَتْ)) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
((اقْرَأْ يَا عُمَرُ)) فَقَرَأْتُ فَقَالَ: ((هَكَذَا
أُنْزِلَتْ)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ
عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ فَاقْرَؤُوا مَا تيسَّرَ مِنْهُ)).

[راجع: ۲۴۱۹]

نتیجہ باب کی مطابقت اس طرح پر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہشام کے گلے میں جو چادر ڈالی ان کو کھینچتے ہوئے لائے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر کوئی مواخذہ نہیں کیا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے نزدیک یہ سمجھے کہ وہ ایک ناجائز قرات کرنے والے ہیں گویا تاویل کرنے والے ٹھہرے۔ المجتہد قد یخطئ ویصیب۔

(۶۹۳۷) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم کو وکیع نے خبر دی (دوسری سند) حضرت امام بخاری نے کہا، ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ”وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کو نہیں ملایا“ تو صحابہ کو یہ معاملہ بہت مشکل نظر آیا اور انہوں نے کہا ہم میں کون ہو گا جو ظلم نہ کرتا ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا مطلب وہ نہیں ہے جو تم سمجھتے ہو بلکہ اس کا مطلب حضرت لقمان رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد میں ہے جو انہوں نے اپنے لڑکے سے کہا تھا کہ ”اے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا۔ بلاشبہ شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔“

۶۹۳۷- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ،
أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا
وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ
عَلْقَمَةَ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:
لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ
يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى
أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالُوا: إِنَّا لَمْ يَظْلِمْ
نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَيْسَ كَمَا
تَظُنُّونَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ:
﴿يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ
عَظِيمٌ﴾)) [لقمان: ۱۳]. [راجع: ۳۲]

تَشْرِیح

ترجمہ باب کی مطابقت اس طرح ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ظلم کی تاویل شرک سے کی کیونکہ ظلم کے ظاہری معنی تو گناہ ہے جو ہر گناہ کو شامل ہے اور یہ تاویل خود شارع نے بیان کی تو ایسی تاویل بلا اتفاق مقبول ہے۔ قطلانی نے کہا کہ مطابقت اس طرح ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے کوئی مواخذہ نہیں کیا جب انہوں نے ظلم کی تاویل مطلق گناہ سے کی بلکہ ان کو دوسرا صحیح معنی بتلادیا اور ان کی تاویل کو بھی قائم رکھا۔

(۶۹۳۸) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں محمود بن الربیع نے خبر دی، کہا کہ میں نے عثمان بن مالک رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ صبح کے وقت نبی کریم ﷺ میرے یہاں تشریف لائے پھر ایک صاحب نے پوچھا کہ مالک بن الدخشن کہاں ہیں؟ ہمارے قبیلہ کے ایک شخص نے جواب دیا کہ وہ منافق ہے، اللہ اور اس کے رسول سے اسے محبت نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کیا تم ایسا نہیں سمجھتے کہ وہ کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہے اور اس کا مقصد اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ اس صحابی نے کہا کہ ہاں یہ تو ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر جو بندہ بھی قیامت کے دن اس کلمہ کو لے کر آئے گا، اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دے گا۔

۶۹۳۸- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: غَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَجُلٌ: أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدَّخْشَنِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَّا: ذَلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلَا تَقُولُوهُ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَنْتَعِي بِذَلِكَ وَجْهَهُ)) قَالَ: بَلَى قَالَ: ((فَأَنَّهُ لَا يُؤَافِي عَبْدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّارَ)).

[راجع: ۴۲۴]

باب کی مناسبت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں پر مواخذہ نہیں کیا جنہوں نے مالک کو منافق کہا تھا اس لیے کہ وہ تاویل کرنے والے تھے یعنی مالک کے حالات کو دیکھ کر اسے منافق سمجھتے تھے تو ان کا گمان غلط ہوا۔

(۶۹۳۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ واصل شکاری نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبد الرحمن سلمی نے، ان سے فلاں شخص (سعید بن عییدہ) نے کہ ابو عبد الرحمن اور حبان بن عطیہ کا آپس میں اختلاف ہوا۔ ابو عبد الرحمن نے حبان سے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے ساتھی خون بہانے میں کس قدر جری ہو گئے ہیں۔ ان کا اشارہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف تھا اس پر حبان نے کہا انہوں نے کیا کیا ہے تیرا باپ نہیں۔ ابو عبد الرحمن نے کہا کہ علی کہتے تھے کہ مجھے، زبیر اور ابو مرثد رضی اللہ عنہم کو رسول کریم ﷺ نے بھیجا اور ہم سب گھوڑوں پر سوار تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور جب روضہ خاخ پر پہنچو (جو مدینہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ ہے)

۶۹۳۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ فُلَانٍ قَالَ: تَنَازَعَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَحَبِيبُ بْنُ عَطِيَّةٍ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ لِحَبِيبٍ: لَقَدْ عَلِمْتُ الَّذِي جَرَأَ صَاحِبَكَ عَلَى الدَّمَاءِ يَغْنِي عَلَيَّ قَالَ: مَا هُوَ لَا أَبَا لَكَ، قَالَ: شَيْءٌ سَمِعْتُهُ يَقُولُهُ: قَالَ: مَا هُوَ؟ قَالَ: بَعَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالزُّبَيْرُ وَأَبَا مَرْثَدٍ، وَكُنَّا فَارِسًا قَالَ: ((انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخَ)) قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: هَكَذَا قَالَ

ابو سلمہ نے بیان کیا کہ ابو عوانہ نے خلخ کے بدلے حاج کہا ہے۔ تو وہاں تھیں ایک عورت (سارہ نامی) ملے گی اور اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا ایک خط ہے جو مشرکین مکہ کو لکھا گیا ہے تم وہ خط میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ ہم اپنے گھوڑوں پر دوڑے اور ہم نے اسے وہیں پکڑا جہاں آنحضرت ﷺ نے بتایا تھا۔ وہ عورت اپنے اونٹ پر سوار جا رہی تھی حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو آنحضرت کی مکہ کو آنے کی خبر دی تھی۔ ہم نے اس عورت سے کہا کہ تمہارے پاس وہ خط کہاں ہے اس نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے ہم نے اس کا اونٹ بٹھادیا اور اس کے کجادہ کی تلاشی لی لیکن اس میں کوئی خط نہیں ملا۔ میرے ساتھی نے کہا کہ اس کے پاس کوئی خط نہیں معلوم ہوتا۔ راوی نے بیان کیا کہ ہمیں یقین ہے کہ آنحضرت ﷺ نے غلط بات نہیں فرمائی پھر علی رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ اس ذات کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے خط نکال دے ورنہ میں تجھے تنگی کروں گا اب وہ عورت اپنے نینے کی طرف جھکی اس نے ایک چادر کرپر باندھ رکھی تھی اور خط نکالا۔ اس کے بعد یہ لوگ خط آنحضرت کے پاس لائے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی ہے، مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ حاطب! تم نے ایسا کیوں کیا حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! بھلا کیا مجھ سے یہ ممکن ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ رکھوں میرا مطلب اس خط کے لکھنے سے صرف یہ تھا کہ میرا ایک احسان مکہ والوں پر ہو جائے جس کی وجہ سے میں اپنی جائداد اور بال بچوں کو (ان کے ہاتھ سے) بچا لوں۔ بات یہ ہے کہ آپ کے اصحاب میں کوئی ایسا نہیں جس کے مکہ میں ان کی قوم میں کے ایسے لوگ نہ ہوں جس کی وجہ سے اللہ ان کے بچوں اور جائداد پر کوئی آفت نہیں آنے دیتا۔ مگر میرا وہاں کوئی نہیں ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حاطب نے سچ کہا ہے بھلائی کے سوا ان کے بارے میں اور کچھ نہ کہو۔ بیان کیا کہ عمر

أَبُو عَوَانَةَ حَاجَّ (فَإِنْ فِيهَا أَمْرًا مَعَهَا صَحِيفَةٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ فَاتَّوْنِي بِهَا)) فَانْطَلَقْنَا عَلَى أفراسِنَا حَتَّى أَدْرَكْنَاهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَسِيرُ عَلَى بَعِيرٍ لَهَا وَكَانَ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ بِمَسِيرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقُلْنَا: أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِي مَعَكَ؟ قَالَتْ: مَا مَعِيَ كِتَابٌ، فَأَنْخَنَّا بِهَا بَعِيرَهَا فَانْتَبَهْنَا فِي رَحْلِهَا فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا فَقَالَ صَاحِبِي: مَا نَرَى مَعَهَا كِتَابًا قَالَ: فَقُلْتُ لَقَدْ عَلِمْنَا مَا كَذَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ثُمَّ خَلَفَ عَلَيَّ وَالَّذِي يُخْلَفُ بِهِ لَتُخْرِجَنِي الْكِتَابَ أَوْ لَأَجْرُ ذَلِكَ، فَأَهْوَتْ إِلَى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُخْتَجِرَةٌ بِكِسَاءٍ، فَأَخْرَجَتِ الصَّحِيفَةَ، فَأَتَوْا بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ خَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنِينَ دَغْنِي فَأَضْرِبْ عُنُقَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا حَاطِبُ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لِي أَنْ لَا أَكُونَ مُؤْمِنًا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَلَكِنِّي أَرَدْتُ أَنْ يَكُونَ لِي عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَدْفَعُ بِهَا عَنْ أَهْلِي وَبَالِي، وَلَيْسَ مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَهُ هُنَالِكَ مِنْ قَوْمِهِ مَنْ يَدْفَعُ اللَّهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ. قَالَ: ((صَدَقَ لَا تَقُولُوا لَهُ إِلَّا خَيْرًا)) قَالَ: فَعَادَ عُمَرُ فَقَالَ: يَا

ﷺ نے دوبارہ کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس نے اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے ساتھ خیانت کی ہے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کیا یہ جنگ بدر میں شریک ہونے والوں میں سے نہیں ہیں؟ تمہیں کیا معلوم اللہ تعالیٰ ان کے اعمال سے واقف تھا اور پھر فرمایا کہ جو چاہو کرو میں نے جنت تمہارے لیے لکھ دی ہے اس پر عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں (خوشی سے) آنسو بھر آئے اور عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی کو حقیقت کا زیادہ علم ہے۔ ابو عبد اللہ (حضرت امام بخاری) نے کہا کہ ”خالخ“ زیادہ صحیح ہے لیکن ابو عوانہ نے حاج ہی بیان کیا ہے اور لفظ حاج بدلا ہوا ہے یہ ایک جگہ کا نام ہے اور ہمیشہ نے ”خالخ“ بیان کیا ہے۔

رَسُولَ اللَّهِ قَدْ خَانَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَالْمُؤْمِنِينَ دَغْنِي فَلَا ضَرْبَ غُنْفَةٍ قَالَ :
(أَوَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ؟ وَمَا يُذْرِيكَ لَعَلَّ
اللَّهُ أَطْلَعَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: اْعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ
فَقَدْ أُوجِبْتُ لَكُمْ الْجَنَّةَ) فَأَعْرَوْزَقَتْ
عَيْنَاهُ فَقَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ. قَالَ أَبُو
عَبْدِ اللَّهِ: خَالَخٌ أَصَحُّ، وَلَكِنْ كَذَلِكَ قَالَ
أَبُو عَوَانَةَ: حَاجٌّ وَحَاجٌّ تَضَحِيفٌ، وَهُوَ
مَوْضِعٌ وَهَشِيمٌ يَقُولُ: خَالَخٌ

[راجع: ۳۰۰۷]

سُيُوفُ یہ حدیث کئی بار اوپر گزر چکی ہے۔ باب کا مطلب اس طرح نکلا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے نزدیک حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو خان سمجھا ایک روایت کی بنا پر ان کو منافق بھی کہا مگر چونکہ حضرت عمرؓ کے ایسا خیال کرنے کی ایک وجہ تھی یعنی ان کا خط پکڑا جانا جس میں اپنی قوم کا نقصان تھا تو گویا وہ تاویل کرنے والے تھے اور اسی لیے آنحضرت ﷺ نے ان سے کوئی مواخذہ نہیں کیا اب یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ایک بار جب آنحضرت ﷺ نے حاطب کی نسبت یہ فرمایا کہ وہ سچا ہے تو پھر دوبارہ حضرت عمرؓ نے ان کو مار ڈالنے کی اجازت کیونکر چاہی اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت کی رائے ملکی اور شرعی قانون ظاہری پر تھی جو شخص اپنے بادشاہ یا اپنی قوم کا راز دشمنوں پر ظاہر کرے اس کی سزا موت ہے اور ایک بار آنحضرت ﷺ کے فرمانے سے کہ وہ سچا ہے ان کی پوری نفسی نہیں ہوئی کیونکہ سچا ہونے کی صورت میں بھی ان کا عذر اس قاتل نہ تھا کہ اس جرم کی سزا سے وہ بری ہو جاتے جب آنحضرت ﷺ نے دوبارہ یہ فرمایا کہ اللہ نے بدر والوں کے سب قصور معاف فرما دیے ہیں تو حضرت عمرؓ کو تسلی ہو گئی اور اپنا خیال انہوں نے چھوڑ دیا اس سے بدری صحابہ کے جنتی ہونے کا اثبات ہوا۔ لفظ لا ابالک عربوں کے محاورہ میں اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی شخص ایک عجیب بات کہتا ہے مطلب یہ ہوتا ہے کہ تیرا کوئی ادب سکھانے والا باپ نہ تھا جب ہی تو بے ادب رہ گیا۔ ابو عبد الرحمن عثمانی تھے اور حبان بن عطیہ حضرت علیؓ کے طرف دار تھے ابو عبد الرحمن کا یہ کہنا حضرت علیؓ کی نسبت صحیح نہ تھا کہ وہ بے وجہ شرعی مسلمانوں کی خونریزی کرتے ہیں انہوں نے جو کچھ کہا حکم شرعی کے تحت کہا ابو عبد الرحمن کو یہ بدگمانی یوں ہوئی کہ حضرت علیؓ کے سامنے رسول کریم ﷺ نے یہ بشارت سنائی تھی کہ جنگ بدر میں شرکت کرنے والے بخشے ہوئے ہیں اللہ پاک نے بدریوں سے فرمایا کہ اْعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ أُوجِبْتُ لَكُمْ الْجَنَّةَ تم جو چاہو عمل کرو میں تمہارے لیے جنت واجب کر چکا ہوں چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی بدری ہیں اس لیے اب وہ اس بشارت خدا کی پیش نظر خون ریزی کرنے میں جری ہو گئے ہیں۔ ابو عبد الرحمن کا یہ گمان صحیح نہ تھا ناحق خون ریزی کرنا حضرت علیؓ سے بالکل بعید تھا۔ جو کچھ انہوں نے کیا شریعت کے تحت کیا یوں بشری لغزش امر دیگر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابو طالب کے بیٹے ہیں، نوجوانوں میں اولین اسلام قبول کرنے والے ہیں۔ عمر دس سال یا پندرہ سال کی تھی۔ جنگ تبوک کے سوا سب جنگوں میں شریک ہوئے۔ گندم گوں، بڑی بڑی آنکھوں والے، درمیانہ قد، بہت بال والے، چوڑی داڑھی والے، سر کے اگلے حصہ میں بال نہ تھے۔ جمعہ کے دن ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو خلیفہ ہوئے یہی شہادت عثمان کا دن ہے۔ ایک خارجی عبد الرحمن بن ملجم مرادی نے ۱۸ رمضان بوقت صبح

بروز جمعہ ۴۰ھ میں آپ کو شہید کیا۔ زخمی ہونے کے بعد تین رات زندہ رہے، ۶۳ سال کی عمر پائی۔ حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم اجمعین نے نہایا اور حضرت حسن نے نماز جنازہ پڑھائی۔ صبح کے وقت دفن کئے گئے۔ مدت خلافت چار سال نو ماہ اور کچھ دن ہے۔ حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ رابع برحق ہیں۔ بہت ہی بڑے دانش مند اسلام کے جرنیل، بہادر اور صاحب مناقب کثیرہ ہیں آپ کی محبت جزو ایمان ہے تینوں خلافتوں میں ان کا بڑا مقام رہا۔ بہت صائب الرائے اور عالم و فاضل تھے۔ صد افسوس کہ آپ کی ذات گرامی کو آڑ بنا کر ایک یہودی عبداللہ بن سبا نے امت مسلمہ میں خانہ جنگی وقتہ و فساد کو جگہ دی۔ یہ محض مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے بظاہر مسلمان ہو گیا تھا۔ اس نے یہ فتنہ کھڑا کیا کہ خلافت کے وصی حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں، حضرت عثمان ناحق خلیفہ بن بیٹھے ہیں۔ رسول کریم ﷺ خلافت کے لیے حضرت علیؑ کو اپنا وصی بنا گئے ہیں، لہذا خلافت صرف حضرت علیؑ ہی کا حق ہے۔ عبداللہ بن سبا نے یہ ایسی من گھڑت بات ایجاد کی تھی جس کا رسول کریم ﷺ اور بعد میں خلافت صدیقی و فاروقی و عثمانی میں کوئی ذکر نہیں تھا مگر نام چونکہ حضرت علیؑ جیسے عالی منقبت کا تھا اس لیے کتنے سادہ لوح لوگوں پر اس یہودی کا یہ جادو چل گیا۔ حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کا اندوہناک واقعہ اسی فتنہ کی بناء پر ہوا۔ آپ بیاسی سال کی عمر میں ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو جبکہ آپ قرآن شریف کی آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ پر پہنچے تھے کہ نہایت بے دردی سے شہید کئے گئے اور آپ کے خون کی دھار قرآن پاک کے ورق پر اسی آیت کی جگہ باکر پڑی۔ رضی اللہ عنہ۔ اللہ تعالیٰ حرمین شریفین کے سفر میں تین بار آپ کی قبر پر دعائے مسنون پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اللہ پاک قیامت کے دن ان سب بزرگوں کی زیارت نصیب کرے آمین۔ شہادت حضرت عثمان غنیؓ سے امت کا نظام ایسا منتشر ہوا جو آج تک قائم ہے اور شاید قیامت تک بھی نہ ختم ہو۔۔۔۔۔ فلیک علی الاسلام من کان باکیا

۱۰۔ کتاب الاکراہ

کتاب زبردستی کام کرانے کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کسی اچھے کام کو چھڑانے یا برے کام کو کرانے کے لیے کسی کمزور و غریب پر زبردستی کرنا ہی اکراہ ہے۔ اسلام میں کسی کو زبردستی مسلمان بنانا بھی جائز نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ اکراہ اسلام میں کسی صورت میں جائز نہیں ہے بعض کاموں میں اکراہ کو نافذ قرار دیتے ہیں ان ہی کی تردید یہاں مقصود ہے اور یہی احادیث مندرجہ کا خلاصہ ہے۔ آج آزادی کے دور میں اس باب کو خاص نظر سے مطالعہ کی شدید ضرورت ہے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی: ﴿اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ

باب اللہ تعالیٰ نے فرمایا مگر اس پر گناہ نہیں کہ جس پر زبردستی کی جائے در آنحالیکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو لیکن جس کا دل کفری کے لیے کھل جائے تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہو گا اور ان کے

لیے عذاب دردناک ہو گا اور سورہ آل عمران میں فرمایا یعنی یہاں یہ ہو سکتا ہے کہ تم کافروں سے اپنے کو بچانے کے لیے کچھ بچاؤ کرلو۔ ظاہر میں ان کے دوست بن جاؤ یعنی تقیہ کرو۔ اور سورہ نساء میں فرمایا بیشک ان لوگوں کی جان جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کر رکھا ہے جب فرشتے قبض کرتے ہیں تو ان سے کہیں گے کہ تم کس کام میں تھے وہ بولیں گے کہ ہم اس ملک میں بے بس تھے اور ہمارے لیے اپنے قدرت سے کوئی حمایتی کھڑا کر دے۔۔۔۔ آخر آیت تک۔ امام بخاری نے کہا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کمزور لوگوں کو اللہ کے احکام نہ بجالانے سے معذور رکھا اور جس کے ساتھ زبردستی کی جائے وہ بھی کمزور ہی ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس کام سے منع کیا ہے وہ اس کے کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اور امام حسن بصری نے کہا کہ تقیہ کا جواز قیامت تک کے لیے ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جس کے ساتھ چوروں نے زبردستی کی ہو (کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے) اور پھر اس نے طلاق دے دی تو وہ طلاق واقع نہیں ہوگی یہی قول ابن زبیر، شعبی اور حسن کا بھی ہے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

اعمال نیت پر موقوف ہیں

اس حدیث سے بھی امام بخاری نے یہ دلیل لی کہ جس شخص سے زبردستی طلاق لی جائے تو طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ اس کی نیت طلاق کی نہ تھی۔ معلوم ہوا کہ زبردستی کرنا اسلام میں جائز نہیں ہے۔ رافضیوں جیسا تقیہ بطور شعار جائز نہیں ہے۔

(۶۹۴۰) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے خالد بن یزید نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی ہلال بن اسامہ نے، انہیں ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نماز میں دعا کرتے تھے کہ اے اللہ عیاش بن ابی ربیعہ، سلمہ بن ہشام اور ولید بن الولید (رضی اللہ عنہم) کو نجات دے۔ اے اللہ بے بس مسلمانوں کو نجات دے۔ اے اللہ قبیلہ مضر کے لوگوں کو سختی کے ساتھ پس ڈال۔ اور ان پر ایسی قحط سالی بھیج جیسی حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں آئی تھی۔

عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿[النحل : ۱۰۶] وَقَالَ : ﴿إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً﴾ وَهِيَ تَقِيَّةٌ وَقَالَ : ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ﴾ [النساء : ۹۷] قَالُوا : فِيمَ كُنْتُمْ؟ قَالُوا : كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ إِلَى قَوْلِهِ : ﴿وَأَجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا﴾ [النساء : ۷۵] فَعَدَّرَ اللَّهُ الْمُسْتَضْعَفِينَ الَّذِينَ لَا يَمْتَنِعُونَ مِنْ تَرْكِ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ وَالْمُكْرَهُ لَا يَكُونُ إِلَّا مُسْتَضْعَفًا غَيْرَ مُمْتَنِعٍ مِنْ فِعْلِ مَا أَمَرَ بِهِ. وَقَالَ الْحَسَنُ : التَّقِيَّةُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : فِيمَنْ يُكْرِهُهُ اللَّصُوصُ فَيُطْلَقُ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَبِهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ، وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَالشَّعْبِيُّ وَالْحَسَنُ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ)).

۶۹۴۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَسَمَةَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ : ((اللَّهُمَّ أَنْجِ عِيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، وَسَلْمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَالْوَلِيدَ، اللَّهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَأَبْعَثْ عَلَيْهِمْ سِنِينَ